امام واحدی کی تفسیر "الوسیط فی تفسیر القرآن المجید" میں دخیل کا خصوصی جائزہ

The special Analysis of "Dakheel" in the Tafseer of Imam Wahidi " Al waseet fi Tafseer il Quran al Majeed "

DOI: 10.5281/zenodo.7662853

**Amna MustafaPhd scholar ,*
***Dr Taj Afsar*

ABSTRACT:

The Quran is an Ocean that has no limits Allah Almighty revealed it to the prophet Muhammad (P.B.U.H) Allah (S.W.T) has promised to save and protect it. The enemies of Quran tried to distort it and make changes in it, but they could not change anything in it. The holy prophet (P.B.U.H) interpreted its verses that were unclear to his companions, and they followed him. Similar was the way of followers of the companions and after them their followers also did the same. One of the Sources, which were consulted by the companions and their follower to interpret the Quran, were people of the book, particularly Abdullah bin Salam and Ka'ab al-Akhbaar and wahab bin Munabeh. From here some of the Stories of the Israelites entered in the interpretations of the Quran especially in the era of the followers and those who come after them. After the martyrdom of the caliph Othman (may Allah be pleased with him) sprung out differences and conflicts. And the enemies of Islam found an opportunity to fabricate Ahadith. Later, a number of different sects came into being who interpreted the Quran according to their own principles and doctrines. In this way, the amount of the Dakheel increased and engrossed into the interpretations of the Quran. In this paper i have present kinds of interpolation (Al-dakhil) and its causes in the Quranic commentary of Imam al Wahidi Titled al Wasit-fi-Tafsir al-Quran al Majid, This research article is important because Israiliyyat (traditions borrowed from Jews) and fabricated Ahadith that have been interpolated into the Tafsir of Quran is a serious intellectual challenge for the Muslim Ummah and it is duty of Muslim scholars to address this issue on sound academic grounds. This particular scenario has, therefore encouraged me to choose the aforesaid topic for writing my paper

Keywords: *Al-Dakhil, Al-tafseer, Al-mathor, Al-ra'i*

……………………………………………

** Department of Tafseer and Quranic Sciences , Faculty of Usuluddin, International Islamic University Islamabad.*

***Associate Professor ,Department of Tafseer and Quranic Sciences , Faculty of Usuluddin, International Islamic University Islamabad.*

قرآن حکیم اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ آخری اور مکمل کتاب ہدایت ہے۔ جو زندگی کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب تک ملت اسلامیہ کی اجتماعی زندگی قرآنی ہدایت کے زیر اثر رہی عروج اور غلبہ ان کا مقدر رہا، جب اس ہدایت سے دور ہوتے گئے تو ان کی عظمت تاریخ کے صفحات کی زینت بن گئی۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود لیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"[1] دشمنان اسلام کی اس مقدس کو تحریف کرنے کی ہر کوشش ناکام رہی۔ آپ ﷺ نے قرآن پاک کی تفسیر کی اور مشکل الفاظ کی تشریح بیان کی جس طرح آپ ﷺ نے صحابہ اکرام پر قرآن کو واضح کیا اسی طرح اصحاب رسول ﷺ نے تابعین کے لیے اس پاک کلام کی تفسیر کی پھر اسی طرح ان خدمات کا سلسلہ تبع تابعین تک جاری رہا۔ اس سفر میں صحابہ کرام اور تابعین نے جن مصادر اور مآخذ کا استعمال کیا ان میں وہ تابعین بھی شامل تھے جو پہلے علماء یہود شمار ہوتے تھے لیکن بعد وہ حضرات مشرف باسلام ہوئے جن میں سر فہرست عبد اللہ بن اسلام کعب الاخبار اور وہب بن منبہ شامل ہیں چنانچہ اس وقت کچھ حضرات ان سے مروی روایات اور ان کی بیان کردہ تشریحات کی طرف راغب ہوئے جو کہ تفاسیر میں بعض اسرائیلی روایات کے شامل ہونے کی بنیادی وجہ بنی۔ خلیفہ عثمان بن عفان کے قتل کے بعد اختلافات اور فتنوں کا سلسلہ شروع ہوا تو دشمنان اسلام نے موقع پا کر من گھڑت احادیث وضع کرنی شروع کر دیں۔ اسی طرح فرقے بنے اور انہوں نے اپنے افکار اور اصولوں کے مطابق قرآن پاک کی تفسیریں کیں اور صحیح روایات کے ساتھ موضوع اور من گھڑت روایات دخیل ہو گئیں۔ علماء مفسرین نے اپنی اپنی تفاسیر میں ان روایات کو نقل کیا ہے ان تفاسیر میں سے ایک امام واحدی کی مشہور تفسیر "الوسیط فی تفسیر القرآن المجید" ہے جس میں امام واحدی نے بکثرت ان روایات کو ذکر کیا ہے، چنانچہ دخیل کسے کہتے ہیں؟ دخیل کن کن انواع پر مشتمل ہوتی ہے؟ دخیل کی ابتداء کیسے ہوئی؟ تفسیری ادب میں دخیل کے منتقل ہونے کے کیا کیا اسباب ہیں؟ عصر حاضر میں اس موضوع پر علماء کی کیا کاوشیں ہیں؟ امام واحدی کا تعارف اور ان کی تفسیر کا منہج کیا ہے؟ اور ان کی تفسیر میں دخیل کن کن صورتوں میں موجود ہے؟ زیر نظر مقالہ میں ان تمام سوالوں کے جوابات دیے گئے ہیں۔

امام واحدی کے حالات زندگی:

آپ کا نام "علی بن احمد بن علی بن متویہ واحدی" اور کنیت "ابو الحسن"[2] ہے۔ آپ کی پیدائش 398ھ میں نیشاپور میں ہوئی[3] آپ نے اپنی تعلیم اس وقت کے مشہور علماء سے حاصل کی جن میں ابو الحسن القہندی، ابو طاہر بن محمد الزیاد، ابو

فضل العروضی، احمد بن الحسن الحیری، ابوالحسن الماکلی جیسے کبار علماء شامل ہیں[4]، آپ کے تلامذہ کی تعداد بھی بے شمار ہے جن میں عبد الناصر بن محمد فارسی نیشاپوری، احمد بن عمر، ابو محمد الخوارزمی[5] شامل ہیں۔ طویل علالت کے بعد آپ کا انتقال نیشاپور ہی میں جمادی الثانی 468ھ میں ہوا۔[6]

امام واحدی کو مختلف علوم وفنون پر مہارت حاصل تھی جن میں تفسیر، وعلوم القرآن، نحو وادب اور دوسرے جملہ علوم شامل ہیں۔ آپ کی مشہور تصنیفات میں:

البسیط فی تفسیر القرآن الکریم، الوسیط فی تفسیر القرآن الکریم، الوجیز فی تفسیر القرآن الکریم، معانی التفسیر، مسند التفسیر، مختصر التفسیر، الحاوی لجمیع معانی التفسیر، اسباب النزول، نفی التحریف عن القرآن، مختصر فی علم فضائل القرآن، رسالۃ فی شرف علم التفسیر، کتاب المغازی، کتاب الدعوات والمحصول، التفسیر فی شرح اسماء اللہ الحسنی، تفسیر اسماء النبی ﷺ جیسی اہم علمی وتحقیقی کتب شامل ہیں۔

"تفسیر الوسیط فی تفسیر القرآن المجید" کا تعارف:

امام واحدی کا تفسیر کے میدان مین بہت سا علمی کام موجود ہے جن میں آپ کی تفسیر "الوسیط فی تفسیر القرآن المجید" بھی شامل ہے جیسا کہ آپ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ تفسیر آپ کی دوسری دونوں تفاسیر "البسیط" اور "الوجیز" کی درمیانی صورت ہے[7] آپ کی تفسیر میں جو روایات مروی کی گئی ہیں وہ زیادہ تر متصل سند کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ اور تابعین سے مروی ہیں[8]، آپ نے اپنی اس تفسیر کے شروع میں مقدمہ لکھا پھر سورۃ فاتحہ سے شروع کر کے سورۃ الناس تک تفسیر بیان کی جس میں مکی اور مدنی ہر سورت کے حروف کی تعداد بیان کی اور وہ روایات بھی بیان کی جن سے سورت کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ آپ کی تفسیر کی جدید طبع کے ساتھ 1415ھ/1994ء میں بیروت کے دار لکتب العلمیۃ سے شائع ہوئی، جو ایک تحقیق شدہ طبع چار جلدوں میں ہے۔

تفسیر الوسیط کے اہم مآخذ:

امام واحدی نے اپنی تفسیر میں بہت سی کتب تفسیریہ سے استفادہ کیا جن میں تفسیر ابن عباس، تفسیر مجاہد اور علامہ زجاج کی تفسیر معانی القرآن بھی شامل ہیں۔ اور کتب احادیث میں آپ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے زیادہ تر احادیث نقل کی۔ اسی طرح فقہی مسائل میں آپ نے چاروں آئمہ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا۔ اور کتب لغۃ، نحو اور معانی میں امام فراء کی معانی القرآن، ابوعبیدہ کی کتاب مجاز القرآن اور علامہ ازہری کی کتاب تہذیب اللغۃ کی طرف رجوع کیا اور ان کو بطور مآخذ کے استعمال کیا۔

تفسیر الوسیط میں امام واحدی کا منہج واسلوب:

تفسیر وسیط میں امام واحدی نے روایت اور درایت دونوں منہج واسلوب کو ملحوظ خاطر رکھا۔ آپ نے تفسیر بالرأی اور تفسیر بالماثور دونوں کا اہتمام کیا۔ آپ نے تفسیر کرتے ہوئے قرآن کی قرآن سے تشریح کی اور اگر کہیں آیت کی تشریح احادیث رسول سے ہوتی ہو تو اسے بھی ذکر کیا۔ اور قرآنی آیات کو اقوال صحابہ اور تابعین کے ذریعے بیان کیا۔ اسباب نزول کا بھی التزام کیا، نیز اقوال اہل لغت اور علم معانی القرآن سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ بہت کم مسائل نحویہ کا تذکرہ کیا اور ہر سورت کے شروع میں سورت کی فضیلت کے متعلق احادیث کو خصوصی طور پر نقل کیا۔[9]

"دخیل" کے لغوی اور اصطلاحی معنی:

لغت میں دخیل سے مراد "عیب، فساد اور دغا" ہے۔ یہ "مکر اور دھوکہ دینے" کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً کسی کلمے کا اصل کلام عرب میں نہ ہو لیکن اس کو کلام میں داخل کر دیا گیا ہو[10]۔ امام راغب اصفہانی اپنی کتاب مفردات میں بیان کرتے ہیں کہ: "دخیل کنایہ کے طور پر فساد اور عداوت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔[11]

علمائے تفسیر کے نزدیک "دخیل" کا اصطلاحی معنی:

دخیل سے مراد وہ تفسیر ہے جس کی دین میں اصل موجود نہ ہو مگر وہ تفاسیر میں ان روایات کے ساتھ مل کی گئی ہو جن کی اصل ثابت ہوتی ہو۔[12] اسی طرح ڈاکٹر عبد الوھاب فاید اس کی اصطلاحی تعریف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اصطلاح میں اس سے مراد "وہ تفسیر ہے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو یعنی جس کی اصل کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ اور اقوال صحابہ اور تابعین سے ثابت نہ ہوتی ہو"۔[13]

دخیل کی نشو وارتقاء:

تفسیری ادب میں "دخیل" کی شروعات حدیث کی تدوین کے ساتھ ہی ہوئی۔ جس طرح ہم حدیث میں صحیح اور ضعیف روایات کو دیکھتے ہیں اسی طرح راوی کے بارے میں کہ کون موثوق یعنی ثقہ راوی ہے؟ اور کون مشکوک یا پھر کون احادیث کو وضع کرنے والا ہے؟ اسی طرح تفاسیر کو روایت کرنے والے مفسرین کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ روایات کو وضع کرنے کا سلسلہ 541ھ میں شروع ہوا جب مسلمان سیاسی لحاظ سے اختلافات کا شکار ہوئے اور وہ شیعہ، خوارج یا دیگر فرقوں میں بٹ گئے اور انھوں نے اپنی خواہشات کے مطابق باطل اور من گھڑت روایات بنائیں۔ اور اپنے اغراض کے لئے ان روایات کو صحیح روایات کے ساتھ شامل کیا جانے لگا۔[14]

جیسا کہ ابوشہبہ نے اپنی کتاب "الإسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر" میں رقم کیا ہے کہ جب اسلام کا دائرہ وسیع ہوا اور اسلام میں بہت سی قومیں جیسے فارسی، رومی اور مصری وغیرہ اقوام شامل ہوئیں۔ ان میں دین کے ساتھ مخلص لوگ بھی تھے اور وہ بھی شامل تھے جو دین سے بغض اور عداوت رکھتے تھے۔ ان منافقین میں زندیق نامی ایک طبقہ تھا۔ اسی طرح یہودی اور عیسائیوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو اسلام کے لئے عداوت رکھتے تھے اسی طرح اہلِ تشیع میں ایسے فرقے بنے جنھوں نے حضرت علی اور اہلِ بیت کے حق میں من گھڑت حدیثیں گھڑنی شروع کر دیں اور خصوصی طور پر بنو امیہ اور بنو عباس کے سیاسی اختلافات نے وضع حدیث کو مزید عام کر دیا اور یوں ہر طبقہ نے اپنی اپنی آراء اور خواہشات کے مطابق تفسیر، حدیث حتی کہ سیر میں تحریفات کرنی شروع کر دی۔[15] انہی واقعات کی جانب امام ابن سیرین، امام مسلم اور امام نووی نے اپنی کتب میں بخوبی اشارہ کیا ہے۔

دخیل کی اقسام:

دخیل کی دو اقسام ہیں۔

1۔ دخیل تفسیر بالماثور کی صورت میں 2۔ دخیل تفسیر بالرای کی صورت میں

البتہ دخیل بالماثور کی دو اقسام ہیں: 1 : ضعیف اور موضوع احادیث 2: اسرائیلیات،

اور دخیل تفسیر بالرائے کی تین اقسام ہیں: 1۔ لغت میں دخیل، 2۔ بعض اسلامی فرقوں کی تاویلات، ۔3 جدید علمی تفسیریں جو سائنسی افکار و نظریات سے متعلق ہیں۔

دخیل کے موضوع پر لکھی گئی معاصر کتب:

1۔ "الدخیل فی التفسیر" ڈاکٹر ابراہیم عبدالرحمن محمد خلیفہ، مطبوعہ دار لبنان، مصر 1984ء

2۔ "الدخیل فی تفسیر القرآن الکریم" عبدالوھاب فاید، مطبوعہ حسان، 1987ء

3۔ "اصول الدخیل فی تفسیر آیات التنزیل" ڈاکٹر جمال مصطفی عبدالصمد عبدالوھاب النجار، مطبوعہ حسین الاسلامی، 1999ء

4۔ "الدخیل فی التفسیر" عبدالرحیم مختار مرزوق، مطبوعہ دار النھضہ، قاہرہ، 2000ء

5۔ "الاسرائیلیات فی التفسیر القرآنی" محمد وھیب، مطبوعہ دار العلوم عربیہ طباعت ونشر، 2007ء

6۔ الدخیل فی التفسیر احمد عبدالمھیمن، قاہرہ، 2000ء

7۔ "الدخیل فی قصص التنزیل" محمد بن سعد، مطبوعہ دار النیل، 2001ء

اس کے علاوہ بھی دخیل کے موضوع پر عصر حاضر میں کئی ایک اہم کتب لکھیں گئیں ہیں۔

دخیل کے تفاسیر میں منتقل ہونے کے اسباب:

1۔روایات میں عدم تحقیق:

دخیل کے تفاسیر میں منتقل ہونے کے اسباب میں ایک پہلو روایات کو نقل کرتے ہوئے تحقیق کے عنصر میں کوتاہی کرنا ہے ۔ تفسیر بالماثور کی تدوین کے چوتھے دور میں روایات کو نقل کرتے ہوئے سند کو حذف کر دیا جاتا تھا اور ساتھ ہی صحت کے اعتبار سے روایات نقل کرتے ہوئے احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا تھا جس کا نتیجہ صحیح روایات کا ضعیف اور مو ضوع روایات کے ساتھ خلط ملط کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جنہوں نے اس طریقے کو رواج دیا ان میں "ابو لیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی صاحب تفسیر بحر العلوم"، "امام بغوی صاحب تفسیر معالم التنزیل" شامل ہیں ان کی مصنفہ تفاسیر میں روایات کو نقل کرتے ہوئے اسناد کو حذف کر دیا گیا جس کی وجہ سے تفسیری ادب میں دخیل (ضعیف اور موضوع روایات) شامل ہو گئیں۔[16]

2۔راوی پر تحقیق کیے بغیر روایات کو نقل کرنے کا رجحان:

ماضی میں کتاب اللہ کی تفسیر میں اسرائیلیات کے رجحان نے تفسیر کے میدان میں منفی اثرات مرتب کیے، مفسرین کے اسرائیلی روایات کو نقل کرنے کے رجحان نے من گھڑت قصے تفاسیر میں داخل کئے جس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ قارئین کے لئے دلچسپی کا اہتمام ہو، جن اصحاب نے یہ اسرائیلی روایات قصص الانبیاء میں نقل کی ان میں 4 اصحاب قابل ذکر ہیں ا۔ عبد اللہ ابن سلام، 2۔ کعب الاحبار، 3۔ وھب بن منبہ اور 4۔ عبد الملک بن عبد العزیز ابن صریح۔[17] اسی طرح تفاسیر میں موضوع روایات کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جیسا کہ وہ احادیث جو ثعلبی، واحدی اور زمخشری سے قرآن کی سورتوں کی فضیلت کے بارے میں مروی ہیں وہ جمہور علماء کی نظر میں موضوع روایات ہیں اور اس کے موضوع ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔

۳۔دشمنان اسلام کی چالیں:

جیسے جیسے اسلام پھیلتا گیا بہت سی اقوام جن میں رومی مصری، فارسی شامل تھے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان میں ایک طرف مخلصین اسلام اور دوسری طرف منافقین شامل تھے ، منافقین جو ظاہری طور پر تو مسلمان ہوئے مگر دل میں عداوت اور نفرت لئے بیٹھے تھے جن میں زنادقہ نامی ایک طبقہ اور یہود میں السید الحی نامی شخص تھا۔ اسی طرح ایک یہودی ابن سبا تھا جو آپ ﷺ کے بعد خلافت کا مستحق حضرت علیؓ کو سمجھتا تھا اور آل بیت کے حق میں بولتا تھا جو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے خلاف کھڑا ہوا اور خود سے حضرت علیؓ کی شان میں احادیث گھڑنی شروع کیں[18] ، اس طرح شیعہ طبقہ حضرت علیؓ کے حق میں اٹھا اور خوارج طبقہ شیعہ سے باغی ہوا، غرض بہت سے فرقے اور

طبقے معرض وجود میں آئے اور ہر طبقہ اپنی آراء اور خواہشات کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآنی آیات کی تشریح کرنے لگا۔ جو کہ تفسیر میں دخیل کے شامل ہونے کا سبب بنا۔

4۔ لغت سے عدم واقفیت:

یہ دخیل کی وہ قسم ہے جس کا سبب لغت سے عدم واقفیت تھی، اور اسی طرح نحوی اور لغوی قواعد سے عدم واقفیت اور قراءات سے عدم واقفیت بھی اس میں شامل ہے۔ وہ دخیل جو لغوی قواعد سے عدم واقفیت سے تعلق رکھتی ہے ان میں کلمۃ کو اس کے اصل معنی کی بجائے کسی اور معنی میں تبدیل کرنا اسی طرح لفظ کی تفسیر اس انداز میں کرنا کہ جس پر لغت عرب دلالت نہ کرتی ہو۔ یا قرآنی الفاظ کا ایسا معنی بیان کرنا جو حقیقت میں اس کا معنی نہ ہو، یا پھر آیت کا ایسا معنی بیان کرنا جو لغت میں غیر معروف نہ ہو۔ یا پھر آیت کی تفسیر اس انداز میں کرنا کہ وہ عقلاً اور شرعاً اس کے خلاف ہو۔ یا پھر آیت کی ایسی تفسیر بیان کی جائے جو اس کے سیاق وسباق کے خلاف ہو۔ اسی طرح صحیح قراءت کو رد کرتے ہوئے موضوع یا شاذ قراءت کی بنیاد پر تفسیر کرنا۔

تفسیر الوسیط میں دخیل کی مختلف صورتیں:

دخیل احادیث ضعیفہ کی صورت میں:

امام واحدی نے تفسیر الوسیط میں بہت سی ضعیف احادیث نقل کی ہیں مثلاً آپ اللہ تعالی کے ارشاد (وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۗ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ)[19] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حدیث کی سند کا تذکرہ کرتے ہیں جس میں حماد بن سلمۃ عن علی بن زید بن جدعان کی سند کو نقل کیا[20]

جمہور علماء کی نظر میں راویوں کا یہ سلسلۂ اسناد حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے، اسی لیے علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس سند کو ضعیف کہا[21]، اس طرح سعدی نے بھی "علی بن زید بصری" کی روایات کو ناقابل قبول قرار دیا ہے[22]، اور ابن عُلیہ نے بھی اس راوی کو ضعیف کہا، اور ابن سعد لکھتے ہیں کے اس سند کے ساتھ زیادہ تر احادیث ضعیف شمار کی جاتی ہیں۔

اسی طرح امام واحدی ارشاد باری تعالی (اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۗ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ)[23] کی تفسیر کرتے ہوئے حدیث کی جس سند کا تذکرہ کرتے ہیں اس میں "خرقد بن یعقوب السجی")۔ آپ کا نام فرقد بن یعقوب السبخی اور کنیت ابو یعقوب البصری ہے اور آپ کی نسبت بصرہ کے شہر سبخۃ سے ہے، آپ کا شمار صغار التابعین میں ہوتا ہے۔ آپ کی وفات بصرہ میں ۱۳۱ھ میں ہوئی۔([24] راوی کا ذکر آتا ہے

وہ محدثین کے نزدیک ضعیف اور منکر الحدیث ہیں[25]۔ امام بخاری نے اس راوی سے متعلق احادیث پر منکر کا حکم لگایا اور امام نسائی نے اس راوی کے بارے میں کہا کہ وہ ثقہ روای نہیں ہے۔ اور امام ابو حاتم نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ حدیث میں قوی نہیں ہیں۔ اسی طرح امام احمد کے نزدیک بھی قوی نہیں ہیں اور علامہ حاکم ابو احمد نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ علامہ جوزجانی نے کہا کہ آپ سے بہت ساری منکر احادیث مروی ہیں۔ اور امام ذھبی کے نزدیک بھی یہ راوی ضعیف ہے۔[26]

تفسیر الوسیط میں دخیل موضوع روایات کی صورت میں:

امام واحدی نے ہر سورت کی ابتدا میں سورتوں کی فضیلت سے متعلق روایات اور احادیث نقل کی ہیں، امام ابن تیمیۃ کے قول کے مطابق تفاسیر میں موضوع روایات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جس کو ثعلبی، واحدی اور زمخشری نے فضائل قرآن کے سلسلے میں رقم کیا ہے جن کے موضوع ہونے پر اہل علم کے نزدیک اتفاق موجود ہے مثلاً: امام واحدی سورۃ الرعد کی ابتداء میں اس سورت کی فضیلت پر ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس کی سند میں "ھارون بن کثیر " کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ وہ راوی ہیں جو احادیث کو وضع کرتے تھے اور من گھڑت احادیث روایت کرتے تھے جس کا مقصد لوگوں کو ترغیب دینا تاکہ وہ سورتوں کو پڑھیں مگر فضیلت سے متعلق احادیث ان کے ہاں وضع کی جاتی تھیں۔

جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی بیان کرتے ہیں کہ سند میں یہ سلسلہ جس میں "ھارون بن کثیر" نے "زید بن اسلم" سے اور اس نے اپنے والد "اسلم" سے اور ان کے والد اسلم ابو امامہ سے اور وہ ابی بن کعب سے روایت کرتے ہو تو وہ سلسلہ موضوع روایت کا کہلاتا ہے[27]

تفسیر الوسیط میں دخیل انبیاء سابقین کے حوالے سے اسرائیلی روایات کی صورت میں:

امام واحدی نے تفسیر الوسیط میں بہت ساری اسرائیلیات کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ کی تفسیر ان روایات سے بھری پڑی ہے اور آپ نے اس پر تعقیب بھی نہیں لگائی اور نہ اس کے روایوں پر جرح کی اور نہ ہی ان پر کوئی حکم لگایا۔

مثلاً ارشاد باری تعالیٰ (فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ)[28] کی تفسیر کرتے ہوئے امام واحدی کہتے ہیں کہ "وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ" سے مراد دوسرا فساد ہے جو بنی اسرائیل میں یحیٰ بن زکریا علیہ السلام کے قتل کے بعد پیدا ہوا بس اللہ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کیا جو بابلی اور مجوسی تھا۔ جس نے بنی اسرائیل میں تباہی مچادی قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور بیت المقدس میں جنگیں کیں جو بنی اسرائیل کے لیے بدترین عذاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔[29]

یہ روایت جو امام واحدی نے تفسیر میں نقل کی ہے اسرائیلی روایت ہے کیونکہ امام رازی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ تاریخ شاہد ہے کہ بخت نصر حضرت عیسی ، یحیٰ اور زکریا علیہم السلام سے پہلے وارد ہوا تھا۔[30]

اسی طرح امام قرطبی نے بھی واحدی کے اس قول کی نفی کی ہے اور کہا کہ یہ بیان درست نہیں ہے کیونکہ یحیٰ علیہ السلام کا قتل حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ہوا اور بخت نصر حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے سے بہت پہلے آیا۔ جبکہ سکندر اور عیسی علیہ السلام کے درمیان تین سو سال کا فاصلہ ہے۔ یہ رائے جو واحدی نے قائم کی ہے۔ علماء سیر اور روایات کو بیان کرنے والے ماہرین کے خلاف ہے۔[31]

تفسیر الوسیط میں دخیل نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے متعلق روایات کی صورت میں:

1۔ زوجۂ رسول ﷺ حضرت زینب بن جحش کے قصے میں اسرائیلی روایت:

واحدی نے سیرت رسول ﷺ سے متعلق مختلف واقعات میں بھی اسرائیلی روایات کو رقم کیا جیسا کہ سورۃ احزاب کی آیت 37 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش سے نکاح ان کو پسند کرنے کی وجہ سے کیا اور آپ ﷺ نے سابقہ انبیاء کی طرح۔۔۔ جیسے داؤد نے بنت سارا سے نکاح کیا آپ ﷺ نے بھی زینب بنت جحش سے نکاح کیا آپ سے محبت اور آپ کے حسن سے متاثر ہو کر نکاح کیا جو زید کی طلاق کا سبب بنا۔[32]

ائمہ مفسرین نے اس قصے کی تردید کی ہے اور بیان کیا کہ اس کی کوئی اساس نہیں۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ اور یہ بات آپ ﷺ کی عصمت کے خلاف ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے یہ نکاح اس رواج کو ختم کرنے کے لیے کیا جو عرب میں رواج پا گیا تھا کہ اہل عرب لے پالک یا منہ بولے بیٹے کی زوجہ سے شادی کو حرام تصور کرتے تھے تو آپ ﷺ نے اس تصور کو غلط ثابت کرنے کیلئے یہ نکاح کیا[33]

نتائج وسفارشات:

1۔ امام واحدی کی تفسیر میں تفسیر بالماثور کا پہلو زیادہ نمایاں نظر آتا ہے جس میں انہوں نے قرآن کی تفسیر حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں یا پھر اقوال صحابہ اور اقوال تابعین کی روشنی میں کی ہے، اسی طرح امام واحدی کی یہ تفسیر اسباب نزول کی روایات کے حوالے سے بھی بہت معروف ہے۔

2۔ امام واحدی نے تفسیر الوسیط کو اپنی دوسری تفسیر البسیط اور الوجیز کے بعد لکھا یہ تفسیر دونوں سابقہ تفاسیر کا مجموعہ بھی تصور کی جاتی ہیں۔

3۔ سب سے زیادہ دخیل روایات جو اس تفسیر میں نقل ہوئی ہیں وہ احادیث ضعیفہ کی صورت میں ہیں اور زیادہ تر حدیث کی اسناد میں ایسے راوی موجود تھے جو محدثین کے نزدیک ضعیف شمار ہوتے ہیں۔

4۔ امام واحدی نے ضعیف اور موضوع روایات پر زیادہ اعتماد کیا ہے اور اس پر تعقیب بھی نہیں کی۔

5۔ امام واحدی نے اپنے شیخ ثعلبی کے طریقے کو اپناتے ہوئے بہت ساری اسرائیلیات کو اپنی تفسیر میں نقل کیا البتہ ان کی تفسیر میں اسرائیلیات کی تینوں اقسام ملتی ہیں۔

6۔ امام واحدی کی نقل کردہ اسباب نزول سے متعلق روایات کا امام شاہ ولی اللہ کے نظریہ اسباب نزول کی روشنی میں جائزہ لینا چاہیے، جو کہ ایم فل یا پی ایچ ڈی کے طلباء کے لیے ایک تحقیق کا موضوع ہے۔

1- Surah Al-hijr: 9

2 -Taj uddin bin Ali, Tabqat Shafia, Tabat wa alnashr: 1314 H, Vol: 32, Pag: 342

3 -Ib al-imad Al-hanbli, Shazrat Al-zahb, Berut, Dar Ihaya al-turas: Vol: 3, Pag: 33

4 - Shams uddin, Abu Abdullah Al-zahbi, Siar Alam Al-nubla, Berut, Mussasa al-rislah: 1405 H, Vol: 17, Pag: 983

5 -Yaqout Al-hamwi, Mujam al-buldan, Berut, dar Sadir: 1990 A.D, Vol: 2, Pag: 493

6 -Abu Albas, Shams Uddin bin Khalikan, wazah aaima wa anba alzamn, Berut, Dar Sadir: 1971 AD, Vol: 3, Pag: 403

7 -Abu Abdul Rahman bin Abi Bak al-suti, tabqat al-mufasreen, Maktaba Wahbah, Qahira: 1396 H, Pag: 33

8 -Abu Al hasn Ali bin Ahmad Wahdi, Al-waseet fi Tafseer al-Quran al-majeed, Berut, Dar al-kutab al-ilmia: 1415 H, Vol: 1, Pag: 5

9 -Ali Muhammad al-zubari, Ibn Jazi wa manhajhu fi al-tafseer, Damishq, dar al-qalam: 1307 H, Vol: 1, Pag: 82

10 - Al-ferouz Abadi, Al-qamous al-muheet, Berut, Mussah al-risalah: 1424 H, Vol: 3, Pag: 375

11 - Al-raghib al-asfhani, Al-mufradat fi Ghareeb al-Quran, Damishq, Dar al-qulam: 1421 H, Pag: 321

12 -Dr. Ibrahim Khalifa, Al-dakheel fi al-tafseer, Egypt, Dar al-labnan, 1404 H, Vol: 1, Pag: 22

13 -Dr. Abdul Wahab Faid, Al-dakheel fi al-tafseer al-Quran la-kareem, Egypt, Matba Hassan, 1398H, Vol: 1, Pag: 13-14

14 -Muhammad Hussain al-zahbi, Al-tafseer Wa al-mufsroon, Qahira, Maktba Wahbia, 1326H, Vol: 1, Pag: 109

15 -Ibid, Vol: 1, Pag: 327

16 -Abdul Rahman bin abi baker al-suti, Tadreeb al-rawi fi sharh al-nwawi, Egypt, Dar al-kutb, 1413 H, Vol: 1, Pag: 237

17 -Ibid, Vol: 1, Pag: 331

[18] -Abu Shuhba, Al-israiliat wa al-muzuat fi kutb al-tafseer, Pag: 20

[19] -Surha Al-ra'ad: 6

[20] -Imam Wahdi, Al-tafseer al-waseet, Vol: 6, Pag: 3

[21] -Abu al-fida, Ismail bin Umr, al-qarshi, Tafseer al-Quran al-azeem, Egypt, Dar Tyyaba, 1420 H, Vol: 1, Pag: 337

[22] -Abdullah al-jurjani, Al-kamil fi Zufa al-rijal, Beurt, Dar al-fikr, 1309 H, Vol: 6, Pag: 50

[23] -Surah Al-ra'ad: 8

[24] (Ibn Hajr, Tahdheeb al-tahdheeb, Vol: 8, Pag: 362)

[25] -Ibn Sad, al-tabqat al-kubra, Berut, Dar Sadir, 1409 H, Vol: 7, Pag: 242

[26] -Badr a-deen, Aini, Maani al-akhbar, Berut, Dar al-kutb al-ilmia, 1327H, Vol: 4, Pag: 31

[27] -Ahmad bin ali, Al-asqlani, Lisan al-mizan, Egypt, Maktab al-matboo'at al-islamia, 1429H, Vol: 6, Pag: 181

[28] -Surah Bni isr'ail: 8

[29] - Imam Wahdi, Al-tafseer al-waseet, Vol: 3, Pag: 22

[30] -Imam Fakher al-deen, al-razi, Mafateeh al-ghaib, Berut, Dar al-kutub al-ilmia, 1412H, Vol: 2

[31] -Abu Abdullah, Muhammad bnn Ahmad, Al-qurtaba, Al-jami li ahkan al-Quran, Riadh, Dar al-kutub, 1423H, Vol: 1, Pag: 6

[32] -Imam Wahdi, Al-tafseer al-waseet, Vol: 3, Pag: 273

[33] -Abu Shuhba, Al-israi'liat wa al-mudua'at fi kutub al-tafseer, Pag: 352-354